(جانشین امیر شریعت، سید ابومعاویہ ابوذر بخاری)

مجدد اعظم

ہدیہ زہیدہ بحضور امامت پناہ، سیادت پائیگاہ، قائد انقلاب اسلامی، مجدد اعظم، مجاہد جلیل امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین سیدنا حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

یہ طویل نظم یوم شہداء بالاکوٹ، ۲۴ ذوالقعدہ ۱۳۷۰ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۵۱ء بروز جمعۃ المبارک، "مرکزی نادیۃ اجلاس الاسلامی" پاکستان، ملتان کے اجلاس عام میں جانشین امیر شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری نے پڑھی۔ اس اجلاس میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ بھی شریک ہوئے اور مکمل سرپرستی فرمائی۔ ایک تاریخی یادگار کے طور پر ہم اسے ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔ (مدیر)

عزمِ تجدید تاسیس سے کم نہیں، تو امامت کی تجسیم بن کر اٹھا!
ارضِ مشرق کے تاریک ماحول میں، نورِ ایقاں کی تقویم بن کر اٹھا
تیری جہدِ نوی دینِ محکوم کی، برتری کا نرالا سا پیغام تھی
تیری آواز بھی تشنہ ارواح کو بادۂ حق پژوہی کا اک جام تھی
تیرے کردارِ محکم کی تحریک سے سرد سینوں میں پھر دل دھڑکنے لگے
تیرے عزمِ مصمم کی تسخیر سے ذرے خورشید بن کر دمکنے لگے
تیری تبلیغ تھی ورثہ انبیاء، تیری تعلیم سنت کی تجدید تھی
تیری تحریک تھی انقلاب آفریں اور قیادت خلافت کی تقلید تھی
تیرے نورِ تقدس کی تاثیر سے معصیت کا کلیجہ بھی چھلنی ہوا
تیری روحِ تجدد کی تسخیر سے جادۂ شرک و بدعت ہوا ہو گیا
تیری جانکاہیوں اور جگر سوزیوں سے، منور ہوئی شمعِ ایقان پھر
تیری خوں پاشیوں اشک افشانیوں سے ہوئی بارور کشتِ ایمان پھر
تیرے پیغمبرانہ اٹل عزم نے گردشِ دہر کا رخ بدل ہی دیا
تیری للکار کی گونج سے کفر و الحاد وطاغوت کا دل دہلنے لگا
تیرے ہاتھوں سے احیاء و تنفیذِ دیں، دینِ حق کی صداقت کا اعجاز تھا
تیرے ہاتھوں یہ تغییر تاریخ میں ارتقاء شریعت کا اک راز تھا
تو فنائے رضائے خدا و نبی، تیرے پیرو صحابہؓ کے تھے جانشیں
سب کے حسنِ خلوص و جمالِ عمل سے ہوئی یہ زمیں مثلِ خلدِ بریں

سونی راہوں پہ تو نے جو رکھا قدم، سوکھے کانٹوں سے گلشن ہویدا ہوئے
سوختہ وادیوں پہ جو ڈالی نظر خشک صحرا سے کوثر ابلنے لگے
تیری آمد طلوعِ مہِ زندگی، تیرا جانا قیامت سے کچھ کم نہ تھا
دیں کے غدار کچھ تیرے قاتل بنے ورنہ کچھ بھی تو اس موت کا غم نہ تھا
تو نے جامِ شہادت کیا نوش جب لوگ سمجھے کہ حق بھی فنا ہو گیا
در حقیقت وہ اک عہدِ ایثار تھا لاج تو نے رکھی وہ وفا ہو گیا
پر یہ ناداں تو یہ بھی سمجھ نہ سکے، حق کے مٹنے کا کوئی زمانہ نہیں
حق چھپے گا سہی، پر مٹے گا نہیں وہ تو باطل ہے جس کا ٹھکانہ نہیں
جو بھی تھے بے بصر، جو بھی تھے بے خبر، دیکھ لیں، جان لیں، دیں کے اعجاز کو
خفتہ ارواح پھر آج بیدار ہیں، سوز سے زندگی مل گئی ساز کو

آج پھر تیری یادِ کہن کے حسیں نقش فریاد بن کے ابھرنے لگے
آج پھر تیرے خاموش نغمات کی لے پہ سرمست غازی بپھرنے لگے
آج پھر تیری مظلومیوں کی کسک، جذبہ انتقام آفریں بن گئی
تیرا پاکیزہ خوں جب ہوا گل فشاں یہ زمیں گلشنِ احمریں بن گئی
تیرے خونِ مطہر کی تعطیر سے آج تک ارضِ سرحد ہے عنبر فشاں
تیرے جسمِ مقدس کی تنویر سے چرخِ مشہد ہے ابتک ستارہ چکاں
تیرے ذکرِ حسیں کا دیا کر کے روشن ترے پاس فریاد لایا ہوں میں
دین و قرآنِ مہجور کی بے کسی کی جگر دوز رو داد لایا ہوں میں
وہ جو مسجد میں اور خانقاہوں میں ہیں آ کے پھر ان میں روحِ عمل پھونکدے
آ کے گم کردہ راہوں کا بن رہنما، تشنگی کو مٹا جامِ تسکین سے
پھر سے پندارِ باطل ملا خاک میں پھر قیادت کا آ کے علم چھین لے
پھر قیادت امامت کی تجسیم بن پھر خلافت کو شاہی پہ تمکین دے

آج پھر تیرے محکوم و مظلوم ساتھی، لہو اور پسینے میں آلودہ ہیں
آج پھر ملک و ملت کے غدار تختِ شہی پر بصد ناز آسودہ ہیں

آج پھر تیرے جاں باز ہیں مبتلیٰ اور جبر قید میں محوِ پیکار ہیں
آج پھر کچھ فدا کار، حق گوئی پر گولیوں سولیوں کے سزا وار ہیں
پھر بھی مایوس ہوں تو گنہگار ہوں، مژدہ فتح حق جب مرے پاس ہے
مجھ کو اس تیرہ و تار ماحول میں اک درخشندہ منزل کا احساس ہے
آج پھر تیرے پیغام کی آتشیں لہر مردہ دلوں کو جلانے لگی
آج پھر تیری تاثیرِ جوشِ عمل زندگی کی حرارت بڑھانے لگی
پھر حیاتِ نوی رقص کرنے لگی پھر عزائم کا طوفان امڈنے لگا
پھر اجالے کے تیروں سے منہ توڑ کر تہ بہ تہ سب اندھیرا سمٹنے لگا
پھر سے ذروں میں خاور چمکنے لگے پھر سے قطروں سے دریا جھلکنے لگے
پھر سے کانٹوں میں غنچے چٹکنے لگے، پھر سے قطروں سے دریا جھلکنے لگے
پھر سے کانٹوں میں غنچے چٹکنے لگے، پھر سے جنگل بیاباں مہکنے لگے
عہد ماضی میں کچھ کشتکاروں نے یاں بیج بوئے تو سینچا انہیں خون سے
اب وہ بن کے گلاب و سمن نسترن اگ رہے ہیں تعامل کے قانون سے
تیرے پیرو، جبینوں سے جنکی عیاں انقلابِ حجازی کی تنویر ہے
انکی قسمت میں ہے انقلابِ قیادت، مقدر میں عالم کی تسخیر ہے
ان کی نظروں کا مقصد کوئی منطقہ یا قبیلہ نہیں نوعِ انسان ہے
ان کی کوشش کا مقصد کوئی دینوی جاہ و منصب نہیں حق کا رضوان ہے
پھر سے آیاتِ فطرت، احادیث قدسی وہ کوچہ بکوچہ سنانے لگے
وہ ہدایت کی شمعیں جلانے لگے، معصیت کے جہنم بجھانے لگے
وہ نیا دور تعمیر کرنے لگے وہ عناصر کی تسخیر کرنے لگے
دورِ حاضر کے خاکوں میں صدیقؓ و فاروقؓ کے عہد کا رنگ بھرنے لگے
انکا زندہ شعور عہدِ نبوی کی زر پاش کرنوں شعاعوں سے معمور ہے
آج پھر ایشیا کی فضا ان کے نغماتِ پائندہ کی لے سے مسحور ہے
ان کے جوشِ تہور سے بر خود غلط قائدینِ غوی کپکپانے لگے
ان کے شورِ بغاوت سے قصرِ ضلالت کے مینار بھی تھرتھرانے لگے
انکی بے باک پیغمبرانہ مساعی سے ابلیسِ افرنگ مبہوت ہے
انکی نصفِ صدی کی مسلسل ریاضت پہ حیران عیار طاغوت ہے

اب تو کمزور و کمتر ممولے بھی شاہیں کی قوت سے پنجہ لڑانے لگے
اب تو نادار و مفلس بھی شاہنشہوں کجکلا ہوں کہ نیچا دکھانے لگے
جاں سپارانِ حق پھر مصائب کی صبر آزما گھاٹیوں سے گزرنے لگے
عافیت کوشیوں سے گریزاں ہوئے پھول کانٹوں میں پھر سے بکھرنے لگے
پھر سے غازی سروں پہ کفن باندھ کر پے بہ پے سوئے جنگاہ جانے لگے
پھر سے جاں باز بدر واحد کی طرح غلبہ دیں کا سکہ جمانے لگے
وہ سسکتی، بلکتی ہوئی آدمیت کی آزدگی کا اویٰ بنے

وہ ایامیٰ، یتامیٰ، مساکین و بیوہ کی بیچارگی کا سہارا بنے
وہ ملوکیت و اشتراکیت و آمریت کے بت کو گرانے لگے
وہ طلسمِ مظالم مٹانے لگے وہ شہیدوں کا بدلہ چکانے لگے
وہ امانت، دیانت، مروت کے اور عدل و احسان کے گیت گانے لگے
وہ اخوت، مودت کے روشن الاؤ بھر سنگِ منزل جلانے لگے
پھر سے جاوا، چمر قند و لاہور کی ریقب خرطوم سے سرحدیں مل گئیں
مرد مومن کی یلغار سے اقتدارِ ضلالت کی ساری جڑیں ہل گئیں
مرد مومن کا عزمِ جواں پھر مدینہ سے دنیا کا رشتہ ملانے لگا
معجزہ فتحِ حق کا دکھانے لگا، مژدہ تجدیدِ دیں کا سنانے لگا

آج پھر دین محکوم کے روئے تاباں سے گردِ غلامی اترنے لگی
آج پھر مہر حریت و ماہِ امن و مساوات کی ضو بکھرنے لگی
آج پھر فسق عیار ہے مبتلیٰ اپنی تدبیرِ باطل کے انجام میں
آج پھر کفرِ جابر نگونسار ہے اس کی عیشیں بھی بدلیں گی آلام میں
غم نہ کر روحِ دینِ حنیف، نبی مردِ مومن کی آمد پہ مسرور ہو
جس کی تعظیم میں کفر کا سر ہو خم جس کی طاعت پہ طاغوت مجبور ہو
مرحبا ارضِ پاک اب نئے مردِ مومن کی آمد مبارک، مبارک تجھے
فاتحِ عہدِ ظلمت ہی کیا، وارثِ عظمتِ آدمیت کہیں گے جسے

لاجرم مظہرِ نورِ فطرت ہے وہ پاسدارِ رموزِ حقیقت ہے وہ
لاجرم حاملِ شرفِ تجدید ہے لاجرم پاسبانِ شریعت ہے وہ
وہ جو پابند ہو کر بھی آزاد ہیں آج اپنے مقدر کے معمار ہیں
تیری مانند طاغوت کے ہاتھ سے عظمتِ حق جھپٹنے کو طیار ہیں
ارضِ پاک اب فقط ہے تری منتظر روحِ عشاق تجھ بن پریشان ہے
اب ہیں غدار دورِ مکافات میں دشمنِ دین و قرآں پشیمان ہے
سیدِ ذی حشم جب میں بارِ دگر تیرے تذکار کی بزم گرماؤں گا
آنسوؤں کا بدل گل فشاں مسکراہٹ کھنکتے ہوئے قہقہے لاؤں گا

سیرت کی عظمت

ہر چیز کا غلط طریقہ استعمال اس کی عظمت کو کھو دیتا ہے۔

سیرت کی اپنی ذاتی عظمت کو تو دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہلا سکتی اس لئے کہ صاحب سیرت ﷺ کے دم قدم سے دنیا کی عزت و عظمت قائم ہے۔

اگر علماء حق اکابر امت میں سے ایسے لوگ نہ ہوتے جو سیرت کو صحیح معنوں میں بیان کرتے اور بیان کرنے سے پہلے سیرت کے متعلق اپنے وجود کو سیرت کے ساتھ مطابقت نہ دیتے یعنی سیرت کے حال میں خود نہ ڈھل جاتے، سیرت کو اپنے اوپر مسلط نہ کر لیتے، صاحب سیرت کے انوار اور آپ کی برکات کو اپنے وجود میں سمو نہ لیتے تو کبھی بھی آج نہ کوئی سیرت سنتا اور نہ بیان کرتا۔ جب نمونہ بیان کرنے والا ہی کوئی نہ ہوگا تو پھر نبی کی سیرت کیسے سمجھ آئے گی۔ جو شخص بھی ذکر نبی سے پہلے خود اتباع نبی کا نمونہ بن جائے گا اسے دیکھ کر لوگوں کے لئے سیرت النبی ﷺ کو سمجھنا اور سمجھ کر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور اس طرح سیرت کی عظمت خود بخود دل و دماغ کو تسخیر کر لے گی۔

اقتباس خطاب

جانشینِ امیرِ شریعت سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمہ اللہ

حاصل پور، ۲۶/اپریل ۱۹۷۵ء